زبانِ اُردو اور قائدِ اعظمؒ

محمد صہیب

Muhammad Suhaib

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrision University, Lahore.

Abstracts:

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah was the leader of Muslim community in sub-continuent. He worked for the glory and freedom of Muslim with all aspect. He fight for the sovergnity of Urdu as language of Muslims. Urdu poets also gave him great respect and honour. They composed a lot of poems and songs in the memory off Quaid-e-Azam.

سر سید احمد خان ۱۸۶۷ء میں بنارس میں اٹھنے والے اردو ہندی تنازع سے بخوبی جان گئے تھے کہ اس ملک وملت میں دو قومیں دو مختلف راہوں کی مسافر ہیں ۔ان میں اتفاق واتحاد ہم آہنگی، مطابقت، موافقت وموانست پیدا کرنے کی تمام تر کاوشیں بے سود اور بے معنی ہیں۔ سر سید کے دور میں دو مرتبہ ۱۸۲۳ء اور ۱۸۷۶ء میں اردو مخالف تحریکیں سامنے آئی تھیں آخرالذکر زیادہ شدید ثابت ہوئی ۔ ہندو اردو زبان کی بڑھتی ہوئی تعدا د اردو کے عروج سے خائف تھے۔ چونکہ اردو زبان مغلوں کی گود میں پلی بڑھی تھی۔ مغل مسلمان حکمران تھے جن سے ہندو بنیئے سخت تکلیف محسوس کرتے ۔'' قائداعظم محمد علی جناح پاسبان ملت'' میں صادق حسین طارق رقم طراز ہیں:

> ''تقسیم بنگال سے پہلے سب سے زیادہ شور وغل ''اردو ہندی نزاع''
> پر اٹھا اردو اور اس کے فارسی رسم الخط کو ختم کر کے بھاشا اور دیونا گری
> رسم الخط رائج کرنا چاہا بیشک یہ تحریک سر سید کی کوششوں سے زیادہ
> بارآور نہ ہو سکی لیکن اس حقیقت کا بیج بو گئی کہ اردو مسلمانوں کی زبان
> ہے۔''(۱)

اس بات سے اختلاف ممکن تھا کہ اردو زبان کو صرف مسلمانوں کی زبان قرار نہ دیا جائے چونکہ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی بڑی تعداد اردو دان طبقہ سے تعلق رکھتی ہے جسے وہ اپنی مادری زبان سمجھ کر فخر محسوس کرتے ہیں مگر یہ طبقہ گاندھی جی کے اس بیان کی بھی تردید نہیں کرسکتا۔ جب وہ

۱۹۳۷ء کے انتخابات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مختلف صوبوں میں حکومت کر رہے تھے بیان دیا کہ ''اردو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے قرآنی حروف میں لکھی جاتی ہے مسلمان بادشاہوں نے اسے اپنے زمانہ حکومت میں بنایا اور پھیلایا۔'' ملک حسن اختر تاریخ ادب اردو میں اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

''سرسید کی کانگرس مخالفت کو ان کی انگریز پرستی پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا اس کی وجہ مسلمان دوستی تھی چونکہ ہندو مسلمانوں کا دشمن تھا اور اس کا احساس سرسید کو ان کی اردو دشمنی سے ہو گیا تھا بعد ازاں کانگریس کی کارروائیوں نے ان کے اس یقین کو اور پختہ کر دیا۔''(۲)

اردو دشمنی سے دوقومی نظریہ کی بنیادیں مضبوط ہوتی گئیں قائداعظم جو ابتدا میں ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے جلد ہی حقیقت جان گئے اور جلد ہی ایسی سوچ اور کوششوں سے فروکش ہو گئے۔ حتیٰ کہ انھوں نے اپنی پہلی اردو تقریر بھی مشرقی پاکستان میں سلہٹ کے مقام پر جہاں سے اردو مخالف تحریک سر اٹھا سکتی تھی۔ ان کی کوششوں سے سلہٹ کا ریفرنڈم بھی کامیاب ثابت ہوا۔

جس میں مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا اظہر علی اور مولانا مفتی دین محمد کا کردار اہم رہا جنھوں نے اردو زبان کے حق میں پانچ لاکھ بنگالی مسلمانوں کے دستخط پر مشتمل ایک دستاویز قائداعظم کی خدمت میں بطور یادگار پیش کی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی ہر مقام پر اردو کی بھرپور حمایت کی اور اپنے چودہ نکات میں اردو زبان وادب کی بھرپور وکالت کی۔ بارہویں شق میں اسلامی تہذیب و تمدن تعلیم اور مذہب کے ساتھ زبان اور اسکے رسم الخط کی حفاظت کے لیے بھی زبردست آواز اٹھائی نہایت اخلاص وعمل کے ساتھ اردو کو مسلم زبان کے درجے تک پہنچایا۔ صادق حسین طارق لکھتے ہیں:

''جب مسلم لیگ کی کونسل نے اجلاس میں جو دہلی میں ۱۹۴۶ء میں ہو رہا تھا۔ سر فیروز خاں نون نے اپنی تقریر انگریزی میں شروع کی تو ہر طرف سے شور وغل ہوا اردو، اردو، اس سے مجبور ہو کر انھوں نے کچھ جملے اردو زبان میں ارشاد فرمائے اور اس کے بعد پھر اپنی محبوب زبان انگریزی بولنے لگے۔ اس پر پھر اردو، اردو کا شور وغل ہوا۔ تب آپ نے جل کر فرمایا کہ مسٹر جناح بھی تو انگریزی میں تقریر کرتے ہیں یہ سن کر قائداعظم اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صریح اور صاف الفاظ میں فرمایا ''سر فیروز خاں نون نے میرے پیچھے پناہ لی ہے لہٰذا میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی زبان اردو ہوگی۔ اس پر تمام حاضرین نے تالیاں بجائیں۔''(۳)

خطباتِ قائداعظم میں ہے ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ کے ایک خطبہ میں لسانی تعصّبات کے مضمرات بیان کرنے کے بعد بھرپور اعلان کرتے ہیں جسے رئیس احمد جعفری نقل کرتے ہیں:

''جہاں تک بین الصوبائی زبان کا تعلق ہے وہ زبان صرف اردو ہی ہوسکتی ہے جو پاکستان کے طول وعرض میں بولی جاتی ہے پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہی ہونی چاہیئے اور وہی پاکستان میں بین الصوبائی زبان ہے اور یہی زبان اسلامی تہذیب وتمدن کی تشریح کی اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہے علاوہ ازیں وہ ان زبانوں سے بھی زیادہ قریب ہے جو اسلامی ممالک میں بولی جاتی ہیں۔''(۴)

قائداعظم محمد علی جناح کو قائداعظم کا خطاب لاہور کے میاں فیروزالدین احمد نے دیا تھا جو میاں نورالدین کے بیٹے تھے محمد علی جناح ایک فقیدالمثال شخصیت تھے۔اردو زبان سے انھیں والہانہ لگاؤ تھا جو نہ کسی مادری زبان کی نسبت سے تھا۔نہ ہی علاقائی بنیاد پر محولہ بالا روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام،اسلامی تہذیب اور روایت کا فروغ اور استحکام ہی ان کا اولین مقصد تھا۔چونکہ اسلامی تہذیب وروایت کا بیش قیمت ذخیرہ علوم اردو زبان میں تھا جو صدیوں کی محنت سے اردو میں منتقل ہوا تھا۔انھی بنیادوں پر دوٹوک الفاظ میں اردو زبان بطور قومی زبان رائج کر کے ممنون احسان کر دیا۔
''دیدہء بینائے قوم محمد علی جناح'' کے مئولف محمد سلیم ضیاء نے جلسہ تقسیم اسناد ڈھاکہ یونیورسٹی کے خطاب کا حوالہ تحریر کیا ہے:

''اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہوکر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہوسکتی ہے اور وہ میری ذاتی رائے میں اردو ہے اور صرف اردو۔''(۵)

جہاں اردو زبان کے رائج کرنے میں قائداعظم نے بے مثال خدمات پیش کیں وہاں اردو ادب نے بھی مروت اور لحاظ کا دامن نہیں چھوڑا قائد کو بھرپور انداز میں خراج تحسین پیش کی۔پاکستانی ادب میں جس شخصیت کو خراج باج عطا کی گئی وہ قائداعظم ہیں۔ان کے ہم عصر شعراء ہوں یا عصر حاضر کے شعراء سب نے ان کی شخصیت کو موضوع سخن بنایا منثور اور منظوم تخلیقات سے خراج عقیدت پیش کی گئی۔ذیل میں چند مشہور ومعروف شعراء کے نام اور انکا کلام بھی درج ہے۔

شاعر شباب،فردوسی اسلام،شاہنامہ اسلام اور قومی ترانے کے خالق حفیظ جالندھری نے ۱۹۴۷ء میں قائداعظم کی لاہور آمد پر قائد کو خراج تحسین پیش کیا جہاں مہاجرین کی چار لاکھ سے زائد تعداد موجود تھی۔نظم کا ترجمہ پہلے قائد کے سامنے پیش کیا گیا۔بعدازاں قائد کے ہی اشارے پر حفیظ نے یہ نظم سنائی جس کا آغاز کچھ یوں ہوتا ہے:

نکل پردے سے او تصویرِ عبرت توڑکر سینہ
شکستہ دل دکھانا چاہتا ہے آج آئینہ
مسلمانوں کے اس مجمع کو دیکھ اے قائدِ اعظم
جنہیں سونپا گیا اس دور میں اسلام کا پرچم
یہ اس محفل میں آئے ہیں تیرے دیدار کی خاطر
بحال زار اپنے درد کے اظہار کی خاطر
شرف بخشا ہے خدا نے تجھ کو ان کی رہنمائی کا
دکھایا راستہ تو نے غلاموں کی رہائی کا
سب اللہ کے بندے عقیدت مند ہیں تیرے
یہ آزادی طلب پیر و جواں پابند ہیں تیرے
(کلیاتِ حفیظ جالندھری، ص،۶۱۷)

سیماب اکبر آبادی جو ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے تھے اردو ادب میں خاصا نام کمایا تھا آزادی وطن ملک وملت کی ترقی و بقا کے علاوہ قائد اعظم کی خداد صلاحیتوں کی مدح وستائش کی اس ضمن میں انکی نظمیں محمد علی جناح'' شکریہ اے قائد اعظم''اور'' میر کارواں'' نمائندہ نظمیں ہیں۔میر کارواں سے بند ملاحظہ فرمائیں:

تو لے کے ساتھ قافلہ اپنا ہو رواں
ہو اک قدم زمیں ترا ایک آسماں
اے میرِ کارواں
گم گشتگان قوم کا رہبر کہیں تجھے
یا رحمت مجسم داور کہیں تجھے
جہد و عمل کا کیوں نہ پیمبر کہیں تجھے
تو پر شباب اور تری روح ہے جواں
اے میرِ کارواں
(آزادی کے ترانے،ص:۳۴)

میاں بشیر احمد کے والد جسٹس شاہ دین ہمایوں تھے جو علامہ اقبالؒ کے دوست تھے میاں بشیر احمد کا کردار تحریک پاکستان میں نمایاں رہا۔تخلیق پاکستان کے بعد مسلم لیگ، قائد اعظم محمد علی جناح اور وطن عزیز پاکستان کے متعلق ان کے نغمات بہت مشہور ہوئے۔آپ نہایت خوبصورت اور مترنم لب ولہجہ میں قائد اعظم کو خراج عقیدت پیش کیا جس کے حسن کو راحت فتح علی خان نے گا کر چار چاند لگا دیئے۔

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
ملت ہے جسم و جان محمد علی جناح
صد شکر سرگرم سفر اپنا کارواں
اور میرِ کارواں ہے محمد علی جناح
ملت ہوئی ہے زندہ پھر اس کی پکار سے
تقدیر کی اذاں ہے محمد علی جناح
لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ اس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناح
اے قوم اپنے قائد کی قدر کر
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح

(آزادی کے ترانے،ص:۳۸)

رسا جالندھری جن کا اصل نام محمد کبیر خاں اور رسا تخلص کرتے تھے۔مولانا صفی لکھنوی کے شاگرد تھے۔علی گڑھ میں مولانا محمد علی اور شوکت علی کی آمد پر ۲۲ بندوں پر مشتمل مسدس لکھی ۔۱۹۴۲ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک اجلاس جالندھر میں منعقد ہوا۔جس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ رسا جالندھر نے اپنی شہرآفاق نظم ''اے قائداعظم' سنائی،بطور نمونہ بند حاضر خدمت ہے:

گو قوم پہ طاری ہے غم و یاس کا عالم اے قائد اعظم
مل جائے جو تجھ سا کوئی غم خوار تو کیا غم اے قائد اعظم
حصے میں ترے آئی ہے اسلام کی دولت ایمان کی دولت
اس دور معاصی میں غنیمت ہے ترا دم اے قائد اعظم

(ایضاً،ص:۸۵)

''دیدۂ بینائے قوم محمد علی جناح'' کے عنوان سے محمد سلیم ضیاء نے تین ابواب پر مشتمل ایک کتاب مرتب کی پہلا باب قائد کی حیات وخدمات کا تذکرہ کرتا ہے دوسرے باب کو قائد کے فرامین سے مزین کیا ہے تیسیرے باب میں نثری اور منظوم خراج عقیدت کے نمونے شائع کیے گئے ہیں ذیل چند اشعار قارئین کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں۔شورعلیگ نے نہایت دلکش اور خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کی۔

ظلمت ایام کے سنگین محل ڈھاتا ہوا
مشعلیں سی رات کے سینے میں سلگاتا ہوا
جس کا ہر نقش قدم تھا کارواں کا سنگ میل

جس کے ٹوٹے دل کی ہر آواز تھی بانگ رحیل
تو جہاں الجھا ہے طوفانوں سے لنگر توڑ کر
رکھ دیا ہے تو نے طوفانوں کا دھارا موڑ کر
تو ہی شمع کارواں ہے تو ہی منزل فلاح
زندہ و پائندہ باد اے قائد اعظم جناح
(دیدۂ بینائے قوم،ص:۱۶۴)

شکیب جلالی نے بھی قائداعظم کو اپنی منفرد زبان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔''بیادِ قائد اعظم''، کے عنوان سے لکھی:

کف صبا پہ مہکتا ہوا گلاب تھا وہ
روش روش تری خوشبو سے مشکبار ہوئی
کرن کرن ترے پرتو سے تابدار ہوئی
کف صبا پہ مہکتا ہوا گلاب تھا وہ
نگار موسم گل کی جبیں کا داغ ہیں ہم
ہمیں سے لالہ و گل کی قبا رو نہ ہوئی
ہمیں سے رحمت تائید و رنگ و بو نہ ہوئی
نگار موسم گل کی جبیں کا داغ ہیں ہم
مہہ و نجوم کے جھرنوں پہ نوحہ خواں ہوتے
تجھے جو خضر سمجھتے تو ہم یہاں ہوتے
(کلیات شکیب جلالی،ص:۵۳۶)

سید انجم جعفری کے دل میں محمد علی جناح کے لیے والہانہ محبت اوراوراحترام تھا۔ اپنے میر کارواں، محسن ملت اور پر تحسین شخصیت پر ہدیہ شریک پیش کرتے ہیں سید انجم جعفری مصور پاکستان اور معبر پاکستان کے دل دادہ ان شخصیات سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں انھوں نے اپنی بیش قیمت اور جامع تصنیف ''میر کارواں''، میں دسیوں نظمیں قائد کی شان میں تخلیق کی ہیں۔ بطورنمونہ حاضر خدمت ہیں:

تو حاشیۂ نعرۂ دیں قائد اعظم
دیوانۂ قرآن مبین قائد اعظم
فرزند زمیں خلد مکیں قائد اعظم
اغیار سہی ، چیں بہ جبیں قائد اعظم
تجھ سا کوئی اور نہیں قائد اعظم

اے قائد اعظم

(میر کارواں،ص۹۵)

سید انجم جعفری نے قائداعظم اور اردو کے عنوان سے اردو ادب کے فروغ میں جناب قائد کی عملی کاوشوں کو بخوبی سراہا ہے:

سر اجلاس مسلم لیگ کی تفسیر اردو میں
جناب قائد اعظم نے کی تقریر اردو میں
محبت کی زباں یہ ہے اخوت کی زباں یہ ہے
جناب شاعر مشرق کی سچی ترجماں یہ ہے
زبانوں میں عمل تقسیم کا اک زہرِ قاتل ہے
جو وحدت کا تمنائی ہے اور اردو کا حاصل ہے
تجھے اے قائد اعظم ارادت صرف اردو سے
کہ مجبوری تھی انگریزی، محبت صرف اردو سے

(میرِ کارواں،ص۱۳۱)

ایک نظم ''شاعر مشرق''، ''قائداعظم'' میں بیک وقت دونوں راہنماؤں کو خراج عقیدت پیش کی دونوں کی صفات اور خصوصیات ایک ساتھ نہایت ترنم اور متانت سے بیان ہوئی ہیں:

فکر کے خالق، عزم کے پیکر
شاعر مشرق، قائد اعظم
عشق کے مرکز، عقل کے محور
شاعر مشرق، قائد اعظم
قوم کے ہادی، قوم کے رہبر
شاعر مشرق، قائد اعظم
میر درخشاں، ماہ منور
شاعر مشرق، قائد اعظم
دونوں افضل، دونوں برتر
شاعر مشرق، قائد اعظم

(میرِ کارواں،ص:۱۳۱)

سید انجم جعفری کی ''میر کارواں'' اردو ادب میں نہایت دلفریب گلدستہ ثابت ہوئی۔جس میں قائداعظم کی شخصیت منظوم عکاسی کی گئی ہے پروفیسر بیگم شمیم انوارالحق قائداعظم کی شخصیت اور کردار کو

بہت سے لوگوں نے موضوع سخن بنایا۔ مضمون کی طوالت کے ڈر سے سب کا تذکرہ ممکن نہیں بہرحال قائداعظم نے ایک مخلص اور معتبر راہنما پوری طرح سے حق ادا کیا نہ صرف الگ ریاست کے لیے جنگ لڑی بلکہ امت مسلمہ کی تمام ضروریات اور لوازمات کو پورا کرنے کی ہر ممکن سعی کی۔ جن میں مذہب تہذیب وتمدن روایات زبان حتیٰ کہ زبزن کے مروجہ رسم الخط کے استحکام وترقی کے لیے بھی بھرپور جنگ لڑی آپ کی شخصیت امت مسلمہ کے لیے ایک غیر متر کبہ ثابت ہوئی جن سے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک نجات دہندہ میسّر آیا علامہ اقبال کی مردشناس شخصیت نے ان سے خطوط کے ذریعے اس پسماندہ اور بے یارومددگار امت کی باگ ڈور سنبھالنے کی درخواست کی بالآخر محمد علی جناح قائداعظم بن گئے۔ ان کی شبانہ روز خدمات کی بدولت ہر خاص وعام کی طرح شعراء نے عقیدت کے نذرانے پیش کیے، ان میں حفیظ جالندھری، نازش حیدری، کلیم عثمانی، مولانا ظفرعلی خان سیماب اکبرآبادی، اصغر سودائی، مسرور انور، طالب قریشی، ذکی کیفی، میاں بشیر احمد، احسان دانش، قیوم نظر وغیرہ نے قائد کو منظوم خراج تحسین پیش کی یہ کہنا بے جانہ ہوگا جب تک پاکستان قائم ہے اردو زبان کا وجود باقی ہے اس اردو کے محسن کی تعریف وستائش کی قائم ودائم رہے گی۔

حوالہ جات

۱۔ طارق، صادحسین، قائداعظم محمد علی جناح پاسبان ملت، راول پنڈی بک سنٹر، ص:۱۱۰

۲۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، لاہور: یونیورسٹی بک ڈپو، ۱۹۷۹ء، ص:۴۷۷

۳۔ طارق، صادق حسین، قائداعظم محمد علی جناح پاسبان ملت، ص:۱۰۹

۴۔ جعفری، رئیس احمد، سید، قائداعظم اوران کا عہد، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۶۶ء، ص:۱۱۳

۵۔ ضیاء، محمد سلیم، دیدۂ بینائے قوم محمد علی جناح، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، ۱۹۶۹ء، ص:۵۷

☆......☆......☆